OPEN ACCESS
Journal of Semitic Religions
ISSN (Print): 2958-7514
ISSN (Online): 2958-7522
https://jsrpk.com/index.php/Journal

جدید تناظر میں اسلامی انقلاب: مولانا سعید احمد رائے پوری اور ڈاکٹر اسرار احمد کے افکار

Islamic Revolution in Modern Perspective: Ideologies of Maulana Saeed Ahmad Raipuri and Dr. Israr Ahmad

Dr Shahid Rasheed
Assistant Professor Department of Sociology, FC College University Lahore.
(shahidrasheed@fccollege.edu.pk)

Abstract:
This paper aims to understand and analyiz the theme of "Islamic Revolution" in the thought of Maulana Saeed Ahmad Raipuri and Dr. Israr Ahmad. Although Maulana Saeed Ahmad Raipuri and Dr. Israr Ahmad belong to two different schools of thought, they share with each other many important points in their strategy for Islamic revolution. The paper also discusses the sources and development of their revolutionary ideas. While Dr. Israr Ahmad was influenced by the ideology and personality of Maulana Maududi, Maulana Saeed Ahmad Raipuri was inspired by the thought and struggle of Maulana Obaidullah Sindhi.

Key Words: Ideologies, Saeed Ahmad Raipuri, Dr. Israr Ahmad, Islamic Revolution, Modern Perspective,

مقدمہ

مولانا سعید احمد رائے پوری (1926-2012) ایک روایتی عالم دین اور خانقاہ رحیمیہ رائے پور[1] کے شیخ تھے۔ وہ مشہور صوفی شیخ شاہ عبد القادر رائے پوری (1878-1962) کے[2] خلفاء اور مولانا عبد العزیز رائے پوری (1905-1992) کے جانشین اور فرزند تھے۔

مولانا سعید احمد رائے پوری نے اپنی دینی تربیت اپنے والدِ محترم مولانا عبد العزیز سے حاصل کی اور مظاہر العلوم سہارن پور سے شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی (1898-1982) سے دورۂ حدیث کی تکمیل کی[3]۔ مولانا سعید احمد نے جہاں شاہ عبد القادر رائے پوری سے روحانی تعلیم حاصل کی وہیں وہ دیوبند کے علمائے کرام کی تحریک آزادی سے بھی متاثر تھے۔ انھوں نے 'حزب الانصار' کی سرگرمیوں میں حصہ لیا جو مولانا حبیب الرحمان رائے پوری نے نوجوانوں کی

CC BY

سیاسی بیداری کے لیے قائم کی تھی[4]۔ مولانا حبیب الرحمان رائے پوری خود مولانا عبید اللہ سندھی کے شاگرد تھے[5]۔ اس طرح خانقاہ رائے پور کے تصوف کے ساتھ ساتھ جمعیت علماءِ ہند کے سیاسی نصب العین اور بالخصوص شیخ الہند مولانا محمود حسن، مولانا حسین احمد مدنی اور مولانا عبید اللہ سندھی کے افکار و نظریات نے مولانا سعید احمد رائے پوری کی تعلیم و تربیت میں بنیادی کردار ادا کیا۔

مولانا سعید احمد رائے پوری نے تقسیم ہند کے بعد پاکستان ہجرت کی اور 1967 میں جماعت اسلامی کے اثر و رسوخ کا مقابلہ کرنے اور مدارس، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے نوجوانوں میں سیاسی شعور بیدار کرنے کے لیے جمعیت طلبہ اسلام (JTI) قائم کی۔ طلبہ تنظیم کا تعلق جمعیت علمائے اسلام سے تھا۔ جے یو آئی کی انتخابی سیاست میں حصہ لینے سے زیادہ مولانا سعید احمد رائے پوری پاکستان کے نوجوانوں میں مولانا عبید اللہ سندھی کے انقلابی نظریات کا شعور پیدا کرنے میں دلچسپی رکھتے تھے۔ تاہم بعض سیاسی مسائل پر اختلافات کی وجہ سے جے ٹی آئی دو گرہوں میں بٹ گئی۔ 1987 میں مولانا سعید احمد رائے پوری نے اپنے قریبی ساتھیوں کے ساتھ مل کر تنظیم فکر ولی اللہی[6] کی بنیاد رکھی جس کا مقصد پُرعزم اور سیاسی طور پر باشعور نوجوانوں کی تنظیم پیدا کرنا تھا جو پاکستان میں انقلابی جدوجہد کے لیے قیادت فراہم کر سکے۔ تنظیم فکر ولی اللہی کا نظریاتی فریم ورک مولانا عبید اللہ سندھی کی تشریح کردہ شاہ ولی اللہ کے سماجی و سیاسی افکار پر مبنی تھا۔

مولانا سعید احمد انتخابی سیاست کے سخت ناقد تھے اور ان کا خیال تھا کہ صرف ایک جامع انقلاب کے ذریعے ہی معاشی انصاف اور آزادی کے اصولوں پر مبنی معاشرہ تشکیل دیا جاسکتا ہے جس کا تصور اسلام نے بیان کیا ہے۔ وہ مدرسہ کے طلباء کے ساتھ ساتھ کالجوں اور یونیورسٹیوں کے نوجوانوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے میں کامیاب رہے۔ جدید یونیورسٹیوں اور روایتی مدارس کے مختلف تعلیمی پس منظر سے تعلق رکھنے والے نوجوانوں کو اکٹھا کرنے کی اس کوشش نے بعض اوقات ان کی تنظیم کے اندر نظریاتی کشمکش بھی پیدا کی۔

تنظیم فکر ولی اللہی کی ہیئت ایک تعلیمی ادارہ کی سی ہے کیونکہ اس کی تمام سرگرمیاں مختلف مطالعاتی حلقوں اور تربیتی نشستوں کی صورت میں ہوتی ہیں جس میں مختلف موضوعات بالخصوص مولانا عبید اللہ سندھی کے نظریات پر گفتگو کی جاتی ہے۔ اگرچہ مولانا مدنی، سید محمد میاں، مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی اور چوہدری افضل حق کی تصانیف سے ایک منظم نصاب ترتیب دیا گیا ہے لیکن اس کے باوجود مولانا عبید اللہ سندھی کی شخصیت اور نظریہ مرکزی حیثیت کا حامل ہے۔ مختلف تعلیمی سطحیں اور امتحانات کا ایک نظام بھی موجود ہے۔ لیکن پورے تعلیمی ماحول کی اصل روح علمی نہیں بلکہ

سیاسی اور نظریاتی ہے۔ تعلیم و تربیت اور مطالعۂ نصاب کا مقصد ایک انقلابی سیاسی جماعت کی تشکیل کرنا ہے۔ پرنٹ یا الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے عوامی پروگراموں یا نظریات کی تشہیر پر زیادہ زور نہیں دیا جاتا بلکہ نظریاتی جماعتوں کی طرح رُوبرو گفتگو اور تربیتی حلقوں پر زور دیا جاتا ہے تاکہ نوجوانوں کی ذہن سازی کی جاسکے۔

مولانا سعید احمد رائے پوری ایک نظریاتی عالم اور صوفی شیخ تھے۔ وہ ایک محبت کرنے والی شخصیت کے مالک ہونے کے سبب لوگوں اور اپنے کارکنان کے ساتھ مضبوط بنیادوں پر استوار ذاتی تعلق قائم کرنے کی صلاحیت کے حامل تھے۔ اپنے والدِ محترم مولانا ابو العزیز رائے پوری کی وفات کے بعد وہ ان کے جانشین مقرر ہوئے اور انھوں نے خانقاہ رائے پور کی سرگرمیوں کا بھی آغاز کیا جن میں ذکرِ الٰہی پر زور دیا گیا۔ 1990 کی دہائی کے آخر میں انھوں نے اپنے چند قریبی ساتھیوں کے ساتھ لاہور میں ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ کی بنیاد رکھی [7] اور بعد میں اس کی شاخیں دوسرے شہروں میں بھی قائم کی گئیں۔

تنظیم فکر ولی اللہی نے مولانا سندھی کے تصوف کے تصور کو اپنایا جس میں تصوف صرف ذاتی طور پر متقی بننے کا ذریعہ نہیں بلکہ روحانی طاقت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے تاکہ انسان ایک عادلانہ اور مساوات پر مبنی معاشرے کی تشکیل کے لیے کام کر سکے۔ مولانا رائے پوری کے مطابق شخصی طور پر متقی ہونا کافی نہیں تھا۔ دل کی نیکی اور ذاتی تقویٰ کو ظلم اور استحصال کے نظام کے خلاف جدوجہد میں استعمال کیا جانا چاہیے۔ مولانا رائے پوری اپنے خطابات میں اس بات پر زور دیا کرتے تھے کہ اسلام سرمایہ داری نظام کا سخت مخالف ہے جو معاشرے کے کمزور طبقات کا استحصال کرتا ہے [8]۔

تنظیم فکر ولی اللہی مولانا عبید اللہ سندھی کے سیاسی رجحان کی پیروی کرتی ہے۔ لہٰذا، ان کا سیاسی و اقتصادی نقطہ نظر جمہوریت، سیکولرازم، قومیت اور اشتراکیت کی توثیق کرتا ہے۔ تاہم وہ سیاسی جدیدیت کی مغربی فلسفیانہ بنیادوں کی پیروی نہیں کرتے۔ اشتراکی معیشت کی ان کی تشریح مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی کی تصانیف اور تحقیق پر مبنی ہے۔ تنظیم فکر ولی اللہی عدم تشدد کو اپنی سیاسی حکمت عملی کا مرکزی پہلو مانتی ہے۔

مولانا سعید احمد رائے پوری کا خیال تھا کہ جدید دور میں اسلامی نظام کی روح معاشی انصاف پر مبنی جمہوری نظام میں ہی ظاہر ہو سکتی ہے۔ انھوں نے اس بات پر زور دیا کہ انبیاء کرام اور خاص طور پر نبی آخر الزمانؐ کی تعلیمات کا حتمی مقصد مساوات، بھائی چارے اور امن پر مبنی ایک مثالی معاشرے کی تشکیل ہے۔ اس انقلاب کی طرف پہلا قدم پُرعزم، باشعور اور قابل رہنما پیدا کرنا ہے۔ قیادت کے وجود میں آنے کے بعد دوسرا قدم یہ ہو گا کہ یہ انقلابی تنظیم عوام سے رابطہ استوار کرے اور اس طرح نظام کی تبدیلی کے لیے ایک انقلابی تحریک کا آغاز ہو۔

مولانا سعید احمد رائے پوری نے جنرل ضیاء الحق اور اُن کے افغان جہاد کے منصوبے کو کڑی تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے یہ مؤقف اختیار کیا کہ سیکورٹی اسٹیبلشمنٹ کی سرپرستی میں اسلام کے نام پر جنگ کرنے والے عسکریت پسند گروہوں نے اسلام یا ملک کی کوئی خدمت سر انجام نہیں دی۔ اس کے برعکس انھوں نے عالمی سرمایہ دارانہ طاقتوں کے لیے خطے میں راہ ہموار کی۔

ڈاکٹر اسرار احمد

ایک اور قابلِ ذکر نظریاتی سکالر ڈاکٹر اسرار احمد (1932-2010) ہیں جو کئی حوالوں سے مولانا سعید احمد رائے پوری سے مشابہت رکھتے ہیں۔ اُن کی رائے میں بھی انتخابی سیاست میں حصہ لینے سے کوئی حقیقی تبدیلی نہیں آسکتی۔ ڈاکٹر اسرار احمد اپنی جوانی میں 1940 کی دہائی میں مسلم لیگ کی پاکستان کے لیے جدوجہد اور مولانا مودودی کی جماعت اسلامی سے متاثر تھے۔ یہ وہ وقت تھا جب وہ مسلم لیگ کے یوتھ ونگ، مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن، کی سرگرمیوں میں حصہ لینے کے ساتھ ساتھ مولانا مودودی کی تصانیف کا مطالعہ بھی کر رہے تھے۔ 1940 کی دہائی میں وہ الہلال کے پہلے شماروں اور مولانا آزاد کی تحریروں سے بھی متاثر ہوئے جن میں انھوں نے مسلمانوں کو قرآن کے "حقیقی پیغام" کی دعوت دی۔ انھوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ صرف جماعت اسلامی ہی قرآن کے حقیقی مشن کی ترجمانی کرتی ہے۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ الہلال اور مولانا آزاد کی تحریروں کے ذریعے انھوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ جماعت اسلامی ہی صحیح انتخاب ہے۔ وہ 1940 کی دہائی کے مولانا آزاد، جو اس وقت کانگریس کے صدر تھے اور مخلوط قومیت کے لیے مہم چلا رہے تھے، کے سیاسی خیالات سے متفق نہ تھے۔

تعلیمی قابلیت کے لحاظ سے ڈاکٹر اسرار احمد میڈیکل ڈاکٹر تھے۔ انھوں نے 1954 میں کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج سے گریجویشن مکمل کی۔ انھوں نے اپنے سکول کے زمانے میں عربی کی تعلیم بڑی حد تک اپنی کوششوں سے اور کچھ اساتذہ کی رہنمائی میں حاصل کی۔ اقبال، ابوالکلام آزاد اور مولانا مودودی کے مطالعہ نے انھیں اسلامی علوم کی طرف راغب کیا۔

1950 میں، انھوں نے جماعت اسلامی کے طلبہ ونگ اسلامی جمعیت طلبہ میں شمولیت اختیار کی۔ اپنے خیالات کو منطقی انداز میں بیان کرنے کی قابلیت کے باعث وہ جلد ہی 1950 میں حلقہ میڈیکل کالج کے ناظم، 1951 میں پنجاب کے ناظم اور 1952 میں جمعیت کے ناظم اعلیٰ مقرر ہوگئے۔ 1955 میں انھوں نے جماعت اسلامی کی رُکنیت اختیار کی۔ وہ مولانا امین احسن اصلاحی (1904-1997) کے زیر اثر بھی رہے جو جماعت اسلامی کے اراکین کی مختلف تربیتی

نشستوں میں تفسیر قرآن پر لیکچر دیا کرتے تھے۔

ڈاکٹر اسرار احمد جلد ہی محسوس کرنے لگے کہ جماعت اسلامی نے اپنا راستہ بدل لیا ہے اور اپنے مقاصد سے ہٹ گئی ہے۔ ابتدائی طور پر جس چیز نے ڈاکٹر اسرار احمد کو جماعت اسلامی کی طرف راغب کیا تھا وہ ایک ایسی جماعت تھی جس نے انتخابی سیاست قوم پرستی، علاقائی قومیت اور مسلم قومیت کی تمام اقسام کو مسترد کر دیا تھا اور جو مولانا مودودی کے 'حقیقی اسلام' اور 'ظاہری اسلام' کے درمیان امتیاز پر مبنی تھی۔ جس کا بنیادی پیغام یہ تھا کہ مسلمانوں کو 'سچے' اور 'باشعور' مسلمان بننے اور اسلام کے تقاضوں کو سمجھنے اور انھیں پورا کرنے کی ضرورت ہے۔ مولانا مودودی کی یہ دعوت عالمگیر تھی اور کسی خاص علاقے کے مسلمانوں تک محدود نہ تھی۔ اس دعوت کا حتمی مقصد نوجوانوں کی مذہبی، اخلاقی اور فکری تربیت اور نظم وضبط کے ذریعے حکومتِ الٰہیہ کی تشکیل تھا۔

ڈاکٹر اسرار احمد نے ایک دستاویز تحریر کی جس میں انھوں نے حقیقی جماعت اسلامی کا موجودہ جماعت اسلامی سے موازنہ کیا۔ مؤخر الذکر کا مقصد انتخابات میں حصہ لے کر اپنی حکومت بنانا تھا اور اس نے تربیت اور اپنے اراکین کی مذہبی اور فکری ترقی کو بڑی حد تک نظر انداز کر دیا تھا۔ بعد ازاں انھوں نے ایک مقالہ 'تحریک جماعت اسلامی: ایک تحقیقی مطالعہ' (1966) لکھا جس میں انھوں نے جماعت اسلامی پر اپنا تنقیدی بیان پیش کیا۔ ڈاکٹر اسرار احمد کے مطابق قیامِ پاکستان کے بعد جماعت اسلامی کے تصورِ انقلاب میں تبدیلی آگئی۔ اب اِس کا مقصد اوپر سے اسلام کو نافذ کرنے اور سیاسی طاقت حاصل کر کے ایک اسلامی ریاست بنانے کی کوشش کرنا تھا۔

فروری 1957 میں ماچھی گوٹھ میں اس تبدیلی پر تفصیلی بات چیت کے لیے ایک اجلاس طلب کیا گیا جس میں ڈاکٹر اسرار احمد کو بہت قلیل وقت کے لیے بولنے کا موقع دیا گیا۔ دوسری طرف مولانا مودودی نے چھ گھنٹے کا طویل لیکچر دیا اور انتخابی سیاست میں حصہ لینے کی اپنی وجوہات بیان کیں۔ اس تبدیلی سے مایوس ہو کر ڈاکٹر اسرار احمد اپریل 1957 میں جماعت اسلامی سے مستعفی ہو گئے۔ ڈاکٹر اسرار احمد کے مطابق انتخابی سیاست میں شامل ہونے کے بجائے بنیادی کام قرآن کو سمجھنا اور مسلمانوں کو قرآن کی دعوت کی طرف مائل کرنا تھا۔ ان کے خیال میں یہ نہ صرف ابوالکلام آزاد اور مولانا مودودی کا اصل مقصد تھا بلکہ شیخ الہند مولانا محمود حسن کے مالٹا سے واپس آنے پر ان کا بھی نصب العین تھا۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے مسلمانوں کو قرآن کے پیغام کی دعوت دینے کے لیے مرکزی انجمن خدام القرآن قائم کی۔ انھوں نے قرآن کے پیغام کو سمجھانے کے لیے طویل خطبات دیے۔ ان کی تفسیر قرآن مولانا ابوالاعلیٰ مودودی، حمید الدین فراہی، مولانا امین احسن اصلاحی، ڈاکٹر رفیع الدین اور مولانا شبیر احمد عثمانی کی تفاسیر، تصانیف اور نظریات پر مبنی تھی۔

جماعت اسلامی میں کام کرنے کے اپنے تجربے کی بنیاد پر انھوں نے اپنی جماعت "تنظیم اسلامی" کی بنیاد رکھی۔

مولانا مودودی کی طرح ڈاکٹر اسرار احمد بھی اس بات پر زور دیتے ہیں کہ اسلام محض ایک مذہب نہیں ہے جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے بلکہ ایک جامع دین ہے اور اس دین کا اصل مطالبہ ایک اسلامی ریاست کا قیام ہے۔ چنانچہ اقامتِ دین یا حکومتِ الٰہی کا قیام وہ حقیقی مقصد ہے جس کے لیے مسلمانوں کو کوشش کرنی چاہیے۔ اقامتِ دین کا یہ عظیم مقصد ایک سیاسی جماعت انتخابات میں حصہ لے کر حاصل نہیں کر سکتی۔ اس کام کے لیے قرآن و سنت کی تعلیمات سے وابستہ ایک منظم اور منضبط جماعت کی ضرورت ہے۔ تنظیم اسلامی ایک ایسی ہی جماعت ہو گی۔ انھوں نے اسلامی انقلاب کے بارے میں اپنے نقطہ نظر کی وضاحت یوں کی:

"کسی مخصوص ملک یا معاشرے میں ایک مکمل سماجی، سیاسی اور معاشی نظام کا قیام جس کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی مطلق حاکمیت کو تسلیم کرنے اور اس کی حکمرانی کو غیر مشروط طور پر تسلیم کرنے اور اس کے احکام کے نفاذ پر مبنی ہو جیسا کہ قرآن اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہے[9]۔"

انقلابِ نبوی پر اپنے خطبات میں جو بعد میں 'منہجِ انقلابِ نبوی'[10] کے عنوان سے شائع ہوئے، انھوں نے اسلامی انقلاب کے لیے درج ذیل اقدامات کا خاکہ پیش کیا:

1۔ انقلابی نظریہ اور نصب العین

2۔ ایک انقلابی جماعت کی تنظیم سازی

3۔ جماعت کے کارکنان کی تربیت

4۔ عدم تشدد پر مبنی جدوجہد (صبر محض)

5۔ فعال مزاحمت (راست اقدام)

6۔ مسلح جدوجہد

ان تمام مراحل کو ڈاکٹر اسرار احمد نے اپنے خطبات میں بیان کیا ہے۔ ان کا خیال تھا کہ معاصر معاشرے میں مسلح تصادم ممکن نہیں ہے اور اسے عدم تشدد اور سول نافرمانی سے بدل دینا چاہیے۔

جماعت اسلامی اور تنظیم اسلامی دونوں ایک ہی مذہبی سیاسی نقطہ نظر اور تصور اسلام پر مبنی ہے کی حامی ہیں اور اسلامی ریاست کے قیام کو اپنا حتمی ہدف خیال کرتی ہیں۔ فرق صرف ان کی حکمت عملی میں ہے۔ جماعت اسلامی انتخابی سیاست کے ذریعے اسلامی نظام قائم کرنا چاہتی ہے جبکہ تنظیم اسلامی انقلابی جماعت بنا کر اسلامی نظام قائم کرنا چاہتی

ہے۔ دوسری طرف ڈاکٹر اسرار احمد اور مولانا سعید احمد رائے پوری میں صرف انقلاب کی حکمت عملی مشترک ہے جبکہ اسلام کے بارے میں ان کے تصورات اور نظریات بالکل مختلف ہیں۔ وہ دونوں انقلاب لانے کے لیے نظریاتی طور پر افراد سازی اور ان کی مضبوط تنظیم کو ضروری سمجھتے ہیں۔ لیکن ڈاکٹر اسرار احمد کی سوچ بنیادی طور پر مولانا مودودی کی نظریاتی اسلام پسندی سے جُڑی ہوئی ہے جبکہ مولانا سعید احمد رائے پوری کی فکر کا زاویہ جمعیت علمائے ہند کی سیاسی جدوجہد اور مولانا عبید اللہ سندھی کے مذہبی سیاسی تفکر پر مبنی ہے۔ اس کے علاوہ مولانا رائے پوری چونکہ دیوبندی روایت کے روایتی عالم اور صوفی تھے، اُن کی تنظیم میں روایتی اسلامی کے مضبوط عناصر بھی موجود ہیں۔

مصادر و مراجع

---

[1] خانقاہ رائے پور کی بنیاد مولانا عبد الرحیم رائے پوری (1853-1919) نے ضلع سہارنپور، یوپی، ہندوستان کے ایک چھوٹے سے قصبے رائے پور میں رکھی تھی۔ مولانا عبد الرحیم رائے پوری کے پہلے شیخ حضرت میاں عبد الرحیم سہارنپوری (متوفی 1885) تھے، جو حضرت مولانا عبد الغفور آخوند (متوفی 1878) کے مشہور خلیفہ تھے جو "سیدو بابا" کے نام سے مشہور تھے۔ اپنے شیخ کی وفات کے بعد انہوں نے مشہور دیوبندی عالم اور صوفی مولانا رشید احمد گنگوہی (1826-1905) سے طریقت اختیار کی جو حاجی امداد اللہ مہاجر مکی (1814-1896) کے خلیفہ تھے۔ مولانا عبد الرحیم رائے پوری کی زندگی اور کام کے لیے ملاحظہ کریں مفتی عبد الخالق آزاد رائے پوری، 'سوانح حیات قطبِ عالم حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الرحیم رائے پوری، لاہور: رحیمیہ مطبوعہ، 2016; اور مولانا قاری مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی، 'تذکرہ حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم صاحب رائے پوری'، کراچی: مجلس نشریات اسلام 2012۔

[2] مولانا عبد القادر رائے پوری کی زندگی، کام اور تعلیمات کے لیے ملاحظہ کریں مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، 'سوانح حضرت مولانا عبد القادر رائے پوری'، لاہور: مجلس نشریات اسلام۔ آن لائن دستیاب ہے:
https://www.rekhta.org/ebooks/sawaneh-hazrat-maulana-abdul-qadir-raipuri-ebooks (Accessed on 13th April 2020);
مولانا حبیب الرحمن رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ، 'مجالس حضرت رائے پوری'، لاہور: مکتبہ سید احمد شہید 1996۔ ڈاکٹر صاحبزادہ محمد حسین انصاری تمیمی للہی (ایڈیشن)، 'حیاتِ طیبہ'، لاہور: القادر ناشرانِ کُتب اسلامی 1984۔ حضرت مولانا مفتی محمد سلیمان قاسمی (ایڈیشن)، 'مختصر حالاتِ زندگی حضرت مولانا شاہ عبد القادر رائے پوری'۔ کراچی: ادارۃ المعارف 2009۔

[3] رائے پوری، مفتی عبد الخالق آزاد، سوانح حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم رائے پوری، لاہور: رحیمیہ مطبوعات، 2016ء۔

[4] ایضاً

[5] ایضاً

6 7فروری2020کو جے ٹی آئی کے بانیوں میں سے ایک اور تنظیم فکرِ ولی اللہ کے پہلے صدر محمد اسلوب قریشی کا انٹرویو۔

7 آفیشل ویب سائٹ.www.rahimia.org ہے (13اپریل2020کو سرچ کی گئی)۔انسٹی ٹیوٹ عوامی استعمال کے لیے 'رحیمیہ' کے عنوان سے ایک ماہانہ اور ایک سہ ماہی تحقیقی جریدہ 'شعور و آگاہی' بھی جاری کرتا ہے۔

8 ان کی تقاریر کے کچھ حصے رحیمیہ انسٹی ٹیوٹ کے یوٹیوب چینل سے دیکھے جاسکتے ہیں:

https://www.youtube.com/channel/UC8PqGmnqtrb_w6sMIE_6JLA/featured (Accessed on 13th April 2020).

9 ڈاکٹر اسرار احمد، 'اسلامی انقلاب: معنی و مفہوم اور اُس کے لیے قرآنی و دیگر اصطلاحات'، لاہور: مرکزی انجمن خدام القرآن)، صفحہ 23۔

10 آن لائن دستیاب ہے:

https://static4.emaanlibrary.com/wp-content/uploads/2018/03/Manhaj-Inqalab-Navi.pdf?x63727 (Accessed o 16th April 2020).